حدیث وسنت

حافظ محمد اسرائیل فاروقی☆

سنتِ نبویہؐ کی حجیت واہمیت

سنت وحدیث کی بدولت قرآن کریم کی نبویؐ تفسیر وتعبیر کا کامل نمونہ ہر دور میں موجود رہا ہے۔عہدِ نبویؐ کے اثر سے عہدِ صحابہؓ کا 'مزاج و مذاق' ایک نسل سے دوسری نسل اور ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ میں منتقل ہوتا رہا اور ہر دور میں ایسے افراد موجود رہے جو 'سلف' کے مزاج اور ذوق کے حامل کہے جا سکتے ہیں۔قرآنِ حکیم میں تقریباً چالیس مقامات پر 'اتباع رسول اللہ ﷺ' کا حکم مختلف انداز میں وارد ہوا ہے۔کتاب اللہ میں 'سیرتِ طیبہ' بڑے حکیمانہ انداز میں بیان ہوئی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی نگاہ میں اتباعِ رسول ﷺ کا عقیدہ ایمان کے لئے ایک اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔شریعت صرف قرآن کا نام نہیں بلکہ پیغمبر اور قرآن کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔پیغمبر اور رسولؐ کو درمیان سے ہٹا دیا جائے تو 'قرآن اور شریعت' بے یار و مددگار ہو جاتے ہیں۔نواب صدیق حسن خانؒ رقم طراز ہیں:

"قرآن مجید کی تفسیر صرف اپنی رائے سے کرنا حرام ہے۔حدیث ابن عباسؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ جس نے اپنی رائے یا عقل یا قیاس سے وہ بات کہی جو وہ نہیں جانتا اور قرآن مجید کی تفسیر کی تو وہ شخص دوزخ میں اپنی جگہ بنا لے۔دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جس نے قرآنِ مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کی اور ٹھیک بھی کی تو وہ شخص چوک گیا اور اس نے خطا کی۔معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص قرآن کی تفسیر کرے تو حتی الامکان اوّلاً قرآن سے کرے،سنتِ مطہرہ سے کرے، پھر اقوالِ صحابہؓ،پھر اجماعِ تابعین، پھر لغت عرب سے کرے،گویا یہ پانچ مرتبے ہوئے۔کیونکہ اپنی رائے سے تفسیر کرنے والوں کے لئے «فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ» جہنم کی وعید آئی ہے۔اور نیچریہ کے لئے بھی یہ بہت بڑی وعید ہے

☆ صدر شعبۂ اسلامیات، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

www.KitaboSunnat.com

جنہوں نے سارے قرآن کی تفسیر اپنی رائے یا تدبیر سے گھڑی ہے۔ جب سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ کہیں کہ اگر میں بغیر جانے بوجھے کتاب اللہ میں کچھ کہوں گا تو معلوم نہیں کون سی زمین مجھے اُٹھائے گی اور کون سا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہوگا تو پھر کسی اور شخص کو یہ کیا حق حاصل ہے کہ وہ اپنے جی سے قرآن کے معانی بتائے۔''①

قرآنِ مجید کی نبویؐ تفسیر کے منکرین سب سے اہم اور بنیادی نکتہ یہ پیش کرتے ہیں کہ قرآن کے بارے اللہ نے فرمایا ہے: ﴿تِبْيٰنًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ یعنی قرآنِ مجید میں ہر مسئلہ کی تفسیر بیان کر دی گئی ہے لہٰذا حدیث کی ضرورت نہیں ہے، یہ لوگ اپنے کو اہلِ قرآن سے موسوم کرتے ہیں، جبکہ جمہور اہلِ اسلام کا عقیدہ حکم الٰہی کے مطابق یہ ہے کہ قرآنِ حکیم صرف اُصول ومبادی بیان فرماتا ہے اور اس کی تمام تر تشریحات کا علم رسول اللہؐ کی احادیث میں ملتا ہے۔ وہ اہل قرآن سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا وہ نمازوں کی تعداد، رکعات، اس کی ہیئت ِترکیبی وغیرہ قرآن مجید سے ثابت کر سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ وہ فقط قرآن سے یہ سب کچھ ثابت نہیں کر سکتے:

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفٰے بر جان مسلم داشتن

مولوی عبداللہ چکڑالوی نے ایک رسالہ بعنوان: برھان الفرقان علیٰ صلوٰۃ القرآن لکھا۔ موصوف نے قرآنی آیات کو سیاق وسباق سے علیحدہ کر کے ''يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ''② کے مصداق نماز کی ہیئت ِترکیبی کو قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کی، لکھتے ہیں:

تکبیر اولیٰ: ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ﴾ ③

تشہد کا سلام: ﴿سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾④

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اس کی گرفت کی اور فرمایا:

''یہ آیات جو آپ نے 'موقع بہ موقع' کے لئے انتخاب کی ہیں، ان کا انتخاب آپ نے محض

① ترجمان القرآن بلطائف البیان، مقدمہ: ص۷، سنن ترمذی؛ ابواب التفسیر: ج۴ص۶۴،۶۵، دار الکتاب العربی، بیروت لبنان

② المائدۃ: ۱۳۰ ③ الحج: ۶۴ ④ الانعام: ۵۴

اپنی رائے اور اجتہاد سے کیا ہے یا قرآن مجید کی کسی آیت سے؟ اگر اپنی رائے سے کیا ہے تو کیا کسی دوسرے شخص کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ ان کے علاوہ دوسری آیات تجویز کرے؟ اسی طرح تیسرے شخص کا اور چوتھے اور پانچویں شخص کا؟ علیٰ ہذا القیاس۔ دنیا بھر کے جہلا کو جانے دو، علما کا تو پھر حق ہے کہ اپنی اپنی سمجھ کے موافق آیات کا انتخاب کر کے علیحدہ علیحدہ نماز تجویز کر سکتے ہیں؟ تو پھر کیا آپ ان سب نمازوں کا نام 'صلوٰۃ القرآن' ہی رکھیں گے؟ اور یہ بھی دعویٰ کریں گے کہ قرآنِ مجید نے سب احکام مفصل بیان کر دیے ہیں، ایسے کہ ان کے سمجھنے میں کسی کو شک نہیں ہوسکتا اور حدیث کی کوئی حاجت نہیں؟ اور اگر یہ آپ کا انتخاب کسی آیت قرآنی سے ہے تو وہ آیت کون سی ہے؟ ''⑤

اس بات کی تائید حضرت مقدام بن معدیکربؓ سے مروی یہ حدیث کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلا اِنِّي اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَ مِثْلَهٗ مَعَهٗ، اَلَا يُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانَ عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْآنِ فَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَاَحَلُّوْا فَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَمَا حَرَّمَ اللهُ» ⑥

'' آگاہ رہو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور بالکل اس کے مثل ایک اور چیز۔ عنقریب ایک سیر شکم آدمی مسند پر ٹیک لگائے ہوئے یوں کہے گا کہ قرآن کا دامن تھامے رکھو جو چیز اس میں حلال ہو، اس کو حلال سمجھنا اور جو چیز اس میں حرام ہو اس کو حرام سمجھو، لیکن جان رکھو کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے حرام ٹھہرایا ہو، وہ چیز بھی اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی طرح حرام ہی ہے۔''

بعثتِ محمدیؐ کے چار بنیادی مقاصد

رسول ﷺ کی بعثت وتعلیم کے مقاصد ونتائج قرآن مجید میں صراحۃً بیان کئے گئے ہیں:

① تلاوتِ آیات ② تزکیہ نفس ③ تعلیمِ کتاب اللہ ④ تعلیمِ حکمت۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمِ ﴾

⑤ دليل الفرقان بجواب أهل القرآن: ص۲، مارچ ۱۹۰۲ء، امرتسر

⑥ سنن أبي داود مع عون المعبود: ج۴ ص۳۲۸

www.KitaboSunnat.com

''اے پروردگار! ان (لوگوں) میں انہی میں سے ایک پیغمبر مبعوث فرما جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب وحکمت سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک وصاف کیا کرے، بے شک تو غالب ہے اور صاحبِ حکمت ہے۔''⑦

قرآنِ مجید میں رسول اللہ ﷺ کی یہ چند صفات چار مقامات پر بیان کی گئی ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ مسلمان حضورؐ کی قدر پہچانیں اور اس نعمت سے پورا پورا فیض حاصل کریں جو نبی ﷺ کی بعثت کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں عطا فرمائی ہے۔ پھر وہ صرف آیات ہی نہیں سناتے بلکہ بر وقت اپنے قول وعمل اور زندگی کے نمونوں سے لوگوں کو کتابِ الٰہی کا منشا سمجھا رہے ہیں۔ ان آیات میں لفظ الحکمة قرآن کے علاوہ صرف 'سنت و حدیث' کے لئے مخصوص ہے کیونکہ شریعت کے مقاصد واسرار اور تعلیمات اسی 'حکمت' سے حاصل ہوتی ہیں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ

''اللہ نے 'الکتاب' کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ تو قرآن ہے اور الحکمة: تو اس بارے میں قرآن کے اِن اہل علم سے میں نے سنا ہے کہ الحکمة سے مراد رسول ﷺ کی 'سنت' ہے۔''⑧

سید مودودیؒ فرماتے ہیں:

''... ظاہر ہے کہ تزکیہ اور کتاب وحکمت کی تعلیم صرف قرآن کے الفاظ سنا دینا نہیں بلکہ افرادِ معاشرہ کی تعلیم وتربیت کے لئے تدابیر اختیار کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ نے ان مناصب کے فرائض اور خدمات بحیثیتِ رسول ﷺ انجام دیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس منصب پر مامور کیا تھا۔''⑨

مذکورہ بالا آیات سے یہ بات بھی متعین ہو جاتی ہے کہ کتاب وحکمت کی تعلیم اور تزکیۂ نفوس آپ ﷺ کی رسالت کی ذمہ داریوں کا ایک حصہ ہیں۔ لہٰذا آپؐ کو رسول ماننے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ آپ کی اس تعلیم وتزکیہ کو بھی قبول کیا جائے، ورنہ آپ ﷺ کی رسالت اور قرآن دونوں کا انکار ہو جائے گا اور یہ بھی معلوم ہے کہ تعلیم وتزکیہ کی تفصیلات حدیث کے علاوہ کہیں اور نہیں مل سکتیں، اس لئے قرآن کا فہم وادراک جس قدر آپؐ کو ہو سکتا ہے کسی دوسرے

⑦ البقرة:۱۲۹ ⑧ السنة ومكانتها في التشريع الإسلامي: ص۹۸

⑨ تفہیم القرآن: جلد۵، ص۴۸۷

www.KitaboSunnat.com

کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔نزولِ وحی کے انداز، لہجہ وطرزِ ادا سے مفاہیم ومعانی سمجھنے میں جو آسانی آپ ﷺ کو ہوسکتی ہے، وہ بھی آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کو میسر نہیں آئی۔

قرآن یہ بھی واضح کرتا ہے کہ رسول اللہؐ اس اُمت کے پیشوا، قائد اور مثالی نمونہ بھی تھے اور ان کی اتباع سے اِعراض کفر ہے، ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِى يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ قُلْ اَطِيْعُوا اللهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ﴾

''(پیغمبر ﷺ!) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تمہیں بھی دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دو! اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا حکم مانو، اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔'' (آلِ عمران:۳۱،۳۲)

اور فرمایا: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾[۱۰] ''تم کو اللہ کے پیغمبرؐ کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے اللہ (سے ملنے) اور روزِ قیامت (کے آنے کی) امید ہو۔''

ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ کا کام صرف قرآن پڑھ کر سنا دینا نہ تھا بلکہ اپنی عملی زندگی کے ہر گوشے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کی نمائندگی کرنا تھا اور اپنے ہر عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی پسند کی نشاندہی کرنا بھی آپ کے منصبِ رسالت کا ایک اہم ترین جزو تھا۔ اس لئے قرآن نے آنحضور ﷺ کو تشریعی اختیارات بھی دیے ہیں، گوکہ اس کی نسبت آپؐ کی طرف مجازی ہے، آپؐ فرمانِ الٰہی کے مطابق ہی اقدام کرتے ہیں:

﴿يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰـهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾

''وہ (رسول ﷺ) ان کو معروف کا حکم دیتا ہے اور اُنھیں منکر سے روکتا ہے اور ان کے لئے پاک چیزوں کو حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزوں کو حرام کرتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ اور بندھن اتارتا ہے جو اُن پر چڑھے ہوئے تھے۔''[۱۱]

یہ آیت اس بارے میں صریح اور دو ٹوک ہے کہ اللہ کی طرف سے امرونہی اور تحلیل وتحریم

---

(۱۰) الاحزاب:۲۱ (۱۱) الاعراف:۱۵۷

www.KitaboSunnat.com

صرف وہی نہیں ہے جو قرآن میں بیان ہوئیں بلکہ جو کچھ نبی ﷺ نے حلال وحرام ٹھہرا دیا ہے، جس چیز کا حکم دیدیا ہے اور جس چیز سے منع کر دیا ہے، وہ بھی وحی الٰہی کے ذریعہ ہی ہوتے تھے لہٰذا وہ بھی احکامِ الٰہی کا ایک حصہ ہیں۔ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ فرماتے ہیں:

''انسانوں کے ساتھ گفتگو میں اللہ تعالیٰ کے تین طریقے ہیں: ① دل میں الہام خبر ② پس پردہ آواز ③ فرشتہ بصورتِ پیغامبر آ جائے۔ پہلے انبیا کے متعلق ممکن ہے کہ ان تینوں طریقوں کے مجموعے سے ان کو مخاطب نہ کیا گیا ہو بلکہ ان میں سے کسی ایک طریقے سے ان پر وحی نازل ہوتی ہو لیکن نبی کریمؐ کے متعلق فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَينَا اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا﴾ ''اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے تمہاری طرف روح (القدس) کے ذریعے سے (امر) بھیجا ہے۔'' (الشوریٰ:۵۲)

مندرجہ بالا وحی کے طریقے تو حدیث شریف کے ہیں البتہ قرآنِ عزیز کے طریقۂ نزول کی وضاحت یوں فرمائی: ﴿وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ❊ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ❊ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ﴾ (الشعراء:۱۹۲تا۱۹۴)

'' اور یہ (قرآن) پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے، اس کو امانت دار فرشتہ لے کر اُترا ہے (اس نے) تمہارے دل پر (القا) کیا ہے تا کہ (لوگوں کو) نصیحت کرتے رہو۔''

خلاصہ یہ کہ وحی کا انحصار صرف قرآنِ حکیم میں نہیں بلکہ وحی ﴿اِلَّا وَحْيًا أَوْمِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ کے طریقوں پر بھی ہوتی تھی۔

وحی خفی

رسول اللہ ﷺ ایک حکم دیں اور وہ قرآن کریم میں نہ ہو تو جمہور اہل اسلام اس حکم کو مثل قرآن جان کر واجب العمل سمجھتے ہیں۔ اس کے دلائل قرآن میں بکثرت ہیں، جس کی ایک مثال تحویلِ قبلہ کی ہے۔ سورۃ البقرۃ میں فرمان الٰہی ہے: (آیت:۱۴۳،۱۴۴)

﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا ... فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾

مولانا امرتسریؒ ان آیات کے متعلق فرماتے ہیں:

'' ان دو آیتوں میں ہمارا استدلال جَعَلْنَا سے ہے۔ جس قبلہ کی تعین فرمائی گئی ہے، وہ

www.KitaboSunnat.com

''قَبْلَهُ مَعَ اَمْرٍ'' قرآن میں کہیں نہیں۔پس یہ ثابت ہوتا ہے کہ کَعْبَةُ الله کے قبلہ مقرر ہونے سے پہلے مذہبی طور پر کوئی قبلہ مقرر تھا (یعنی بیت المقدس) حالانکہ قرآن میں اس کا ذکر نہیں ہے۔آپ ﷺ کی تمنا کا ذکر ہوا مگر باوجود تمنا کے آپ ﷺ کعبہ تبدیل نہیں کر سکتے تھے جبکہ ''فَوَلِّ وَجْهَكَ'' حکم الٰہی نازل نہیں ہوا۔اسلامی تاریخ کی شہادت (بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنا) جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ سے تعبیر فرمایا تو ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کا ذریعہ علم جو وحی کے ذریعے آپ کو عطا ہوتا وہ صرف قرآن مجید ہی نہ تھا بلکہ کچھ اور بھی تھا جس کو جمہور اہل اسلام وحی خفی کہتے ہیں۔''

نیز جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ ماضی کا صیغہ ہے، جو یہ چاہتا ہے کہ مجھ سے پہلے قرآن میں کوئی آیت اس مضمون کی ہو جس سے تعین قبلہ، قبل تعینِ کعبہ شریف ثابت ہو سکے۔اگر قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں ہے (جو کہ ظاہر ہے، نہیں ہے) تو ماننا پڑے گا کہ نبی ﷺ کو دوسری قسم کی وحی، یعنی دوسرا ذریعہ علم بھی اللہ کی طرف سے تھا۔⑫

امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

''خلاصۂ کلام یہ ہے کہ قرآن و حدیث دونوں وحی ہونے کے اعتبار سے متحد ہیں۔فرق صرف اتنا ہے کہ قرآنِ کریم مخالفین کو چیلنج کرنے کے لئے بہ حیثیتِ معجزہ قرار دیا گیا اور اس کے الفاظ لوحِ محفوظ سے نازل کیے گئے جو لکھے ہوئے ہیں اور رسول ﷺ یا جبرائیل اس میں کسی قسم کے تصرف کا اختیار نہیں رکھتے مگر حدیث کے معانی نازل ہوتے تھے اور ان کو رسول اللہ ﷺ اپنے الفاظ کا جامہ پہناتے تھے۔''⑬

حدیث وسنت میں کوئی فرق نہیں!

ائمہ سلف اور محدثین کے نزدیک حدیث اور سنت میں کوئی فرق نہیں ہے۔شریعت کی اصطلاح میں محدثین نے حدیث کا لفظ نبی کریم ﷺ کے قول، فعل و تقریر کے لئے مختص فرمایا ہے۔چنانچہ امام راغب اصفہانیؒ فرماتے ہیں:

هُوَ عِلْمٌ يُبْحَثُ فِيهِ عَنْ اَقْوَالِهِ ﷺ وَتَقْرِيْرَاتِهِ وَاَحْوَالِهِ⑭

''وہ علم ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال، تقریرات (خاموشی) واحوال کے

⑫ اخبار اہل حدیث، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ: ص۱۰، ۶، ۲۴/۷مئی: ۱۹۱۸ء، امرتسر

⑬ إحكام في أصول الأحكام: ج۱،ص۹۶

www.KitaboSunnat.com

متعلق بحث کی جاتی ہے۔"

◉ اور سنت کی تعریف کرتے ہوئے امام جزائری فرماتے ہیں:

أَمَّا السُّنَّةُ فَتُطْلَقُ عَلَى الْاَكْثَرِ عَلىٰ مَا اُضِيْفَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ تَقْرِيْرٍ فَهِيَ مُرَادِفُهٗ لِلْحَدِيْثِ عِنْدَ عُلَمَاءِ الْاُصُوْلِ

"سنت کا اطلاق زیادہ تر اس قول یا فعل یا تقریر پر ہوتا ہے جس کی نسبت آنحضرت ﷺ کی طرف ہو، ہو۔علماے اصول کے ہاں یہ حدیث کے مترادف ہے۔"⑮

◉ امام شاطبیؒ نے سنت کو نقل سے مخصوص کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"يُطْلَقُ لَفْظُ السُّنَّةِ عَلىٰ مَا جَاءَ مَنْقُوْلًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الْخُصُوْصِ مَا لَمْ يُنَصَّ عَلَيْهِ فِي الْكِتَابِ الْعَزِيْزِ"

"سنت کے لفظ کا اطلاق اس چیز پر ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ سے منقول ہو۔ خاص طور پر وہ چیز جس پر کتابِ عزیز کی نص نہ ہو"۔⑯

◉ اسی طرح صاحبِ نورالانوار لکھتے ہیں:

"اَلسُّنَّةُ تُطْلَقُ عَلىٰ قَولِ الرَّسُوْلِ وَفِعْلِهٖ وَسُكُوْتِهٖ وَعَلىٰ أَقْوَالِ الصَّحَابَةِ وَأَفْعَالِهِم" "سنت کا اطلاق قولِ رسولؐ، آپ ﷺ کے فعل اور آپ کی خاموشی پر ہوتا ہے اور صحابہؓ کے اقوال اور افعال پر بھی ہوتا ہے۔"⑰

◉ امام شوکانیؒ فرماتے ہیں:

فَأَمَّا مَعْنَاهَا شَرْعًا فِي اصْطِلَاحِ أَهْلِ الشَّرْعِ فَهِيَ قَوْلُ النَّبِيِّ وَفِعْلُهٗ وَتَقْرِيْرُهٗ

"اہل شرع کی اصطلاح میں سنت کا شرعی معنی نبی ﷺ کا قول، فعل اور تقریر ہے۔"⑱

◉ نواب صدیق حسن خانؒ فرماتے ہیں: فَهِيَ قَوْلُ النَّبِيِّ وَفِعْلُهٗ وَتَقْرِيْرُهٗ

---

⑭ مقدمہ مشکوۃ: ج۱،ص۴۴

⑮ توجيه النظر إلى أصول الأثر، الجزائری، طاہر بن صالح احمد: ص۳، دارالمعرفۃ، بیروت

⑯ الموافقات في أصول الشريعة، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی: ج۴،ص۳، المطبعۃ الرحمانیہ القاہرۃ

⑰ نور الأنوار مع شرح قمر الأقمار، ص:۱۷۵

www.KitaboSunnat.com

''سنت کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔''⑲

محدثین اور علماے اُصول کی مندرجہ بالا تعریفات سے یہ بات واضح ہوئی کہ سنت اور حدیث ہم معنی ومتساوی ومترادف ہیں اور سنت کا بیان حدیث ہے۔ درحقیقت اتباعِ عمل کے لحاظ سے سنت کی پیروی لازم ہے کیونکہ سنت کی پیروی کے لئے قرآن ناطق ہے اور اس کا بیان حدیث ہے اور قرآن وسنت کی رو سے ان دونوں کی اتباع لازم ہے۔ اس کی وضاحت درج ذیل اقتباس سے بخوبی ہوجاتی ہے:

''کبار محدثین نے اپنی تمام کتبِ احادیث کو جمع کر کے ان کو سنن سے موسوم کیا ہے، مثلاً سنن ترمذی، سنن ابی داود اور سنن نسائی وغیرہ، اگر ان کے نزدیک حدیث وسنت میں کوئی فرق ہوتا تو وہ کم ازکم ان کتب کا نام 'سنن' پر نہ رکھتے۔ اس میں اُنہوں نے وہ احادیث جمع کی ہیں جو عمل کے علاوہ آپ کے قول اور تقریرات پر بھی مبنی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ایسی روایات بھی ہیں جن پر نبی کریم ﷺ نے تکرار کے ساتھ عمل نہیں کیا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ سنت سے مراد ایسا معاملہ ہے جس پر آپ ﷺ نے ہمیشگی کی ہو، اس پر بار بار عمل کیا ہو، نری جہالت ہے۔ نبی ﷺ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ کسی امر کو شریعت باور کرانے کے لئے اس کو بار بار کریں۔ شانِ نبوت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ جس کام کو ایک بار بھی بجا لائیں، اُمتی کے لئے وہ شرع قرار پا جائے۔ مثال کے طور پر نبی کریمؐ نے زندگی میں صرف ایک بار حج کیا، لیکن ایک بار کرنے سے ہی امت کے لئے وہ شریعت قرار پا گیا۔ سنت کے لئے تکرار کی شرط قرار دینے والے نامعلوم حج کو کس بنیاد پر سنتِ نبویؐ قرار دیتے ہیں۔''⑳

فہم قرآن میں حدیث کا بنیادی کردار

اب ہم ان سوالات کی طرف رجوع کرتے ہیں جو منکرین حدیث عموماً کرتے ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن میں جن جانوروں کو حرام اور جن کو حلال قرار دیا گیا ہے، ان کے علاوہ بقیہ جانور حلال ہیں یا حرام؟ نماز کے متعلق قرآن میں جو چند چیزیں مذکور ہیں، ان کے علاوہ

---

⑱ إرشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الأصول، الشوکانی محمد بن علی: ص ۲۹، دارالباز، مکۃ المکرّمۃ

⑲ حصول المأمول من علم الأصول: ص ۳۸، مطبع مصطفی محمد، قاہرہ، ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء

⑳ محدث، اگست: ۲۰۰۱ء

www.KitaboSunnat.com

نماز کے بقیہ حصوں کی ترکیب کیا ہے؟ زکوۃ کم از کم کتنے مال پر فرض ہے؟ کتنے فیصد ہے؟ اور کب فرض ہے؟ مالِ غنیمت کی تقسیم مجاہدین پر کس تناسب سے کی جائے؟ چور کے دونوں ہاتھ کاٹے جائیں یا ایک؟ جمعہ کی نماز کے لئے کب اور کن الفاظ میں پکارا جائے؟ اور وہ نماز کیسے پڑھی جائے؟ مسلمان ہونے کے لئے کن الفاظ کو اپنے منہ سے ادا کریں تو اسلام میں داخل ہو سکتے ہیں؟ قرآن تو بڑے زور شور سے کہتا ہے کہ جو اللہ سے امید رکھتا ہے اور آخرت میں کامیاب ہونا چاہتا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے نمونہ پر چلے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ﴾(۳۴)

''تم کو اللہ کے پیغمبرؐ کی پیروی کرنی بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے اللہ (سے ملنے) اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ اللہ کا کثرت سے ذکر کرتا ہو۔''

پھر فرمایا:

﴿ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾(۳۵)

''اور ہم نے تم پر بھی یہ کتاب نازل کی ہے تاکہ جو (ارشادات) لوگوں پر نازل ہوئے ہیں وہ ان پر ظاہر کردو اور تاکہ وہ غور کریں۔''

صحابہ کے متعدد آثار میں حدیث کے کردار کو واضح کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ حدیث کے بغیر قرآن کو سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ عمران بن حصین سے مروی ہے کہ

اُنہوں نے ایک شخص سے (جو سنت وحدیث کا منکر تھا) فرمایا:

''تم بڑے احمق ہو! کتاب اللہ میں تم نے کہیں پڑھا کہ ظہر کی چار رکعتیں ہیں جس میں قرآن آہستہ پڑھا جاتا ہے؟ اس کے بعد اُنہوں نے نماز، زکوۃ وغیرہ کے احکام کا ایک ایک کر کے ذکر کیا اور اس سے پوچھا: کیا تمہیں کتاب اللہ میں اس کی تفصیلات ملتی ہیں؟ یقیناً کتاب اللہ میں یہ احکام مجمل اور مبہم طور پر مذکور ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے احادیث میں اِنہی احکام کی تفسیر وتفصیل بیان فرمائی ہے۔''(۳۶)

---

(۳۱) جامع بیان العلم: ج ۲، ص ۹۱
(۳۲) الموافقات: ج ۴، ص ۱۴، ۲۱
(۳۳) إرشاد الفحول: ص ۳۱، ط ۱
(۳۴) مریم: ۹۷
(۳۶) حجیت حدیث، ص: ۱۷۰

www.KitaboSunnat.com

اور ایک روایت میں ہے کہ

''بنو اسد قبیلہ کی ایک عورت سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئی اور کہا: '' اے ابو عبد الرحمٰنؓ! میں نے سنا ہے کہ آپ نے ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے جو بدن کی کھال گودتی ہیں یا گدواتی ہیں، جو پیشانی کے بال نوچتی یا نوچواتی ہیں، جو دانتوں کے درمیان خوبصورتی کے لئے خلا کرتی یا کرواتی ہیں اور اس طرح اللہ کی فطری ساخت اور بناوٹ میں تبدیلیاں پیدا کرتی ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: '' میں اس فعل پر کیوں نہ لعنت کروں جس پر اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور وہ قرآن میں بھی موجود ہے۔'' اس پر عورت نے کہا ''واللہ میں نے اوّل تا آخر پورا قرآن پڑھا ہے مجھے تو قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں ملی، عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: '' اگر تو واقعی قرآن پڑھتی تو تجھے یہ آیتِ کریمہ ضرور ملتی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ﴿ وَمَا آتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾(۴۷)

نیز نبی کریم ﷺ کی تیئس سالہ نبویؐ حیاتِ طیبہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آپ نے بسا اوقات 'وحی جلی' کا انتظار کئے بغیر بھی احکامِ شرعیہ نافذ فرمائے اور قرآن نے ان احکامات کی تصدیق فرمائی کیونکہ سنت کے احکام 'وحی خفی' کے ذریعہ اللہ کی جانب سے نازل ہوتے، لہٰذا قرآنِ مجید کی ضرورت کے لحاظ سے سنت و حدیث قرآن کے ساتھ برابری کا درجہ رکھتی ہے۔

قرآن کریم نے کچھ احکام کلی اور کچھ اجمالی بیان کئے ہیں جن کی تعلیم و تفہیم کے لئے شارح کی ضرورت تھی جو صاحبِ کتاب کے ذریعہ پوری کردی گئی اور قرآن کو تیئس سال (۲۳) کے عرصہ میں مکمل کرنے کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ اس کے ساتھ اس کی تعلیم بھی سنتِ رسول ﷺ سے مکمل کرنا اللہ تعالیٰ کو منظور و مطلوب تھا۔ چنانچہ جب ہم قرآنِ کریم کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ وہاں بے شمار ایسے احکام ہیں جنہیں حدیث کے بغیر سمجھنا محال ہے۔ لہٰذا حدیث وسنت پر ایمان لانا اور انہیں وحی اور حجت سمجھنا ایک مومن کے لئے واجب ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ

---

(۴۷) القیٰمۃ: ۱۹تا۱۶ (۴۸) الحجر: ۹، الاحکام: ج۱ص ۱۲۱

(۴۹) صحیح مسلم: ج۲ص ۲۱۴

www.KitaboSunnat.com

الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ﴾(۳۸)

''کسی مؤمن مرد اور عورت کو یہ اختیار نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی امر مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔''

اور یقیناً کوئی بھی صحیح حدیث قرآن کے خلاف نہیں ہوسکتی اور حدیث کو حجت تسلیم کئے بغیر قرآن میں جو بھی معنوی تحریف کرنا چاہیں، آسانی سے کر سکتے ہیں۔ ابن ابی حاتم ؟؟ میں سعید بن جبیرؒ بیان کرتے ہیں کہ

''مجھے رسول اللہ ﷺ کی جو بھی حدیث ملی، میں نے اس کا مصداق کتاب اللہ میں ٹھیک ٹھیک پایا۔''

مشہور مسلم مفکر محمد اسد تحریر فرماتے ہیں:

''آج جبکہ اسلامی ممالک میں مغربی تہذیب کا اثر ونفوذ بہت بڑھ چکا ہے۔ہم ان لوگوں کے تعجب انگیز رویہ میں جن کو 'روشن خیال مسلمان' کہا جاتا ہے،ایک اور سبب پاتے ہیں۔وہ کہتے ہیں: ''ایک ہی وقت میں رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنا اور زندگی میں مغربی تہذیب کو اختیار کرنا ناممکن ہے۔جن لوگوں کی نگاہوں کو مغربی تہذیب وتمدن خیرہ کر چکا ہے، وہ اس مشکل سے اپنے آپ کو اس طرح نکالنا چاہتے ہیں کہ سنت وحدیث کا بالکل یہ کہہ کر انکار کر دیں کہ سنتِ نبوی ﷺ کا اتباع مسلمانوں پر لازم نہیں۔کیونکہ اس کی بنیاد ان احادیث پر ہے جو قابل اعتبار نہیں ہیں۔اس مختصر عدالتی فیصلے کے بعد قرآن کریم کی تعلیمات کی تحریف کرنا اور مغربی تہذیب وتمدن کی روح سے انہیں ہم آہنگ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔سنتِ نبوی ﷺ ہی وہ آئینی ڈھانچہ ہے جس پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے اگر آپ کسی عمارت کا ڈھانچہ ہٹا دیں تو کیا آپ کو اس پر تعجب ہوگا کہ عمارت اس طرح ٹوٹ جائے گی جس طرح کاغذ کا گھروندا۔''(۳۹)

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ فرماتے ہیں:

''ہمارے دوست (منکرین حدیث) غور کریں کہ یہ کونسا مقام ہے جو آپ نبی ﷺ کو عنایت فرما رہے ہیں۔وہ دیانتاً سوچیں کہ مقام نبوت اور عام عالم کے مقام میں کیا فرق ہے؟''(۴۰)

(۴۰) مسند احمد: ج۲،ص۴۶۱ (۴۱) سنن الدارمی: ۱۰۳/۱

(۴۲) صحیح بخاری: ج۱،ص۲۱، وصحیح مسلم: ۴۳۹

www.KitaboSunnat.com